Regd. L. No 1013

THE ALHAKAM

=Qadian=

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ؕ

یا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر- شیخ یعقوب علی عرفانی

قیمت سالانہ

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی ؛ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۲۶	مورخہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء	نمبر ۲

حضرت ثاقب اور الحکم

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں حضرت ثاقب میرزا خانی کا ذکر حضرت گوہر کی نظم کے سلسلہ میں کیا گیا تھا۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان پروانوں سے مخلصانہ نیازمندی ہے۔ جو آپ کی مجلس میں اپنے کلام سناتے رہے ہیں یہ شرف حضرت ثاقب کو بھی حاصل تھا۔ اور آپ کے کلام میں ایک اثر اور روح ہوتی ہے۔ صرف اسیوجہ سے میں نے شکوہ کیا۔ کہ انہوں نے سالانہ جلسہ پر احباب کو سرور نہ فرمایا۔ اب ثاقب صاحب نے گذشتہ فروری کی لکھی ہوئی ایک نظم مجھے بھیجی ہے۔ میں اسکو اس لئے درج نہیں کر رہا ہوں۔ کہ وہ الحکم کے متعلق ہے۔ یہ حضرت ثاقب کے اظہار محبت کا ایک ذریعہ ہے بلکہ میں اسے اسلئے درج کر رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عصر سعادت کی یاد اس سے تازہ ہوتی ہے۔ میں الحکم کے پڑھنے والوں کی طرف سے حضرت ثاقب سے عرض کرونگا۔ کہ وہ اس عہد سعادت کی یاد تازہ رکھنے کے لئے کبھی کبھی اس عہد کے واقعات اپنی زبان سے سناتے رہیں۔ تو خالی از احسان نہ ہوگا۔

اب میں انکی وہ نظم مع خط کے درج کر دیتا ہوں۔

اخویم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم اللہ حافظ جم۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

فروری سنہ ۱۹ء کے قریب الحکم میں آپ نے احمدیوں کے شعراء میں خاکسار کا نام بھی لکھا۔ اشعار کہ الحکم میں قلمی خدمت کا عمل شروع کریں۔ چند اشعار موزوں ہوئے۔ مگر میری کمزوری اور ناسازی طبع مانع رہی۔ جلسہ سالانہ پر ارادہ تھا کہ یہ نظم پیش کروں۔ مگر وہی ناسازی طبیعت حارج ہوئی۔ اور میں قادیان دارالامان سے رخصت ہوا۔ اب ذرا آرام ملا تو یہ اشعار بغرض اشاعت تدارک کرتا ہوں۔ اور دعا درد دل کا طالب ہوں۔

خاکسار

محمد نواب خان ثاقب میرزا خانی۔

الحکم

الحکم اے پیارے ارگن احمدیت کے رفیق
اے رفیق راہ مولا اور طریقت کے رفیق
ہم تیرے دیوانے ترے۔ دل کو رہی تیری تلاش
اے قدیمی یار صادق ایک مدت کے رفیق
کیا کہیں کیا دل پہ گذری انتظار دید میں
اے انیس رنج و غم آ کنج خلوت کے رفیق
دیکھنے کو دیدۂ و دل آہ کیا ترسا کئے
آ مے تم بعد آفت راہ غربت کے رفیق
خدمتیں جو تم نے کی تھیں وہ ہمیں سب یاد ہیں
عیسے والا نشاں کی پیاری صحبت کے رفیق
یاد ہے وہ دن کہ تم تھے اور ہمدے زماں
ترجماں احمد اور سیر و سیاحت کے رفیق
عیسوی انفاس کی۔ کی ترجمانی تو نے خوب
اے مسیحا کے دعاوئے نبوت کے رفیق
تو مسیحا کی زباں ہونے کا رکھتا ہے شرف
اے لب اعجاز عیسے حق و حکمت کے رفیق
تو ہے نور الدین اعظم کا مرید نیک دل
اُنکے عہد پاک اور دور خلافت کے رفیق
چاہتے تھے دل سے تجھ کو حضرت عبدالکریم رض
وہ انیس خاص یاران طریقت کے رفیق
الحکم تیری اشاعت ہو ترقی پہ مدام
احمدی احباب ہوں تیری اشاعت کے رفیق
بل بے الفت ثاقب مہجور بھی یاد آگئے
وہ پرانے دوست تیرے ایک مدت کے رفیق

(الحکم قادیان میں بابتمام شیخ یعقوب علی عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر الحکم قادیان سے شائع ہوا)

ہمارا جلسہ سالانہ

(گذشتہ سے آگے)

(۵) پانچویں خصوصیت جو اس سال کے جلسہ سے مخصوص نہیں بلکہ جب سے یہ سلسلہ چلا آتا ہے قائم ہے کہ جسقدر بھی مہمان اسموقع پر آتے ہیں ان کے قیام اور دیگر لوازم مہمانداری کا انصرام سلسلہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ ہندوستان کی کسی انجمن اور سبھا کو آجتک یہ عزت نصیب نہیں ہوئی ہے۔

یہ خدا کا ایک فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا ایک نشان ہے۔ خدا تعالیٰ نے جہاں مہمانوں کے کثرت سے آنے کی بشارت دی تھی یہ بھی فرمایا تھا کہ

انکی ضروریات کا سامان بھی آئیگا

چنانچہ اسی کے موافق ہو رہا ہے۔

(۶) سادگی اور عام مساوات کا نظارہ جیسا ہمارے جلسہ میں نظر آتا ہے۔ دوسری جگہ اسکی نظیر بہت ہی کم دیکھی جاتی ہے۔ تمام مہمانوں کے لئے ایک ہی قسم کے کھانے اور ایک ہی طرز کی رہائش کا انتظام ہوتا ہے۔ ہاں ایک فرق کھانے میں ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو بیمار ہو جائیں۔ یا بعض ایسے حصص ملک سے آئیں جن کی غذا مخصوص ہو انکے لئے پرہیزی کھانے کا انتظام بھی لازمی ہوتا ہے۔ ورنہ سب کے لئے ایک ہی قسم کا سالن اور روٹی دیجاتی ہے۔ اور سب کے سب ایک ہی قسم کے فرش پر جو کسیر یا کھوری کا ہوتا ہے آرام کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی ایک مثال

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ۱۹۰۵ء کے سالانہ جلسہ پر کھانے کا انتظام میرے اور میرے مکرم بھائی مفتی فضل الرحمن صاحب کے ہاتھ میں تھا اور حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب والے مکان میں دیگیں وغیرہ پک رہی تھیں (بعض خاص مہمانوں کے لئے (جن میں جناب مولوی غلام حسن صاحب پشاوری شامل تھے۔) ہمنے ان کے تعلقات رشتہ داروں اور دوسرے وجوہات سے خاص کھانے کا انتظام کیا۔ چھت پر سے حضرت صاحب نے دریافت کیا کہ کیا انتظام ہے۔ جب عرض کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔

میرے لئے سب برابر ہیں۔ سب کے لئے ایک ہی قسم کا کھانا طیار کیا جاوے۔ کسی قسم کا کوئی امتیاز نہ رکھا جاوے۔

چنانچہ فوراً تعمیل ارشاد ہوئی اور قطعاً امتیاز اٹھ گیا۔ اس جلسہ میں ہمیشہ اب سادگی اور مساوات کا ایک ایسا دلکش نظارہ ہوتا ہے کہ وہ قلوب پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہتا۔

(۷) ساتویں خصوصیت۔ جہاں سادگی اور مساوات کا ایک نظارہ تھا وہاں یہ دیکھ کر بھی خوشی ہوتی ہے کہ جماعت میں کام کرنے کی ایک زبردست روح پیدا ہو گئی ہے۔ فرض شناسی اور تعمیل حکم ہر شخص ضروری سمجھنے لگا ہے۔ اور اپنی پوزیشن اور مقام کا ہوت اللہ کے فضل سے کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ اور یہ روح مردوں ہی میں نہیں عورتوں میں بھی پیدا ہو رہی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ گذشتہ جلسہ پر عورتوں کے جلسہ میں بہت سی انتظامی مشکلات نظامات کو پیش آتی تھیں مگر اس مرتبہ بہت ہی کم ہو گئی۔ اور ہر ایک کام آسانی سے ہو رہا تھا۔

(۸) آٹھویں خصوصیت مقصد کے لحاظ سے اس جلسہ کی یہ ہے۔ کہ جہاں ہندوستان کے حصص میں

اغراض دُنیا کے لئے

جلسے ہو رہے تھے۔ اس جلسہ میں آنیوالوں کی واحد غرض خدا کی رضا تھی اور اس مقصد کے پانے کے لئے وہ تمام تکالیف کو بھی بھول چکے تھے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سوائے دو چار گھنٹوں کے وہ برابر مصروف رہتے تھے۔ اور اس مصروفیت سے کوئی تکان اور کوفت محسوس نہ کرتے تھے:۔

(۹) نویں خصوصیت جو پیدا ہو رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو۔ تو اگلے سال تک بالکل یہ رنگ پیدا ہو جائے۔ کہ اس جلسہ پر کوئی باقاعدہ اپیل نہیں کیا گیا۔ حضرت مفتی صاحب کا لیکچر تھا اور اس میں اونہوں نے ضمناً ایک مختصر سا اپیل بھی کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ زمانہ گیا۔ جب کہ خواجہ کمال الدین صاحب خصوصیت کے ساتھ ایک اپیل کیا کرتے تھے۔ ہمارے اس جلسہ کی غرض روپیہ جمع کرنا نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ سلسلہ کے اغراض مشترکہ کے لئے باقاعدہ ماہانہ چندے آتے ہیں اور جماعتیں اپنے فرض کو سمجھتی ہیں اس لئے اسموقعہ پر روپیہ کی آمد کے لحاظ سے ہمنے اپنے جلسہ کی کامیابی اور ناکامی کا معیار کبھی بھی قائم نہیں کیا۔ کیونکہ یہ معیار نہایت پست اور ادنیٰ ہے۔

ہماری جماعت اپنے فرض کو خدا کے فضل سے سمجھتی ہے۔ اور وہ جانتی ہے۔ کہ جو کام اس نے کرنا ہے۔ وہ اسی نے کرنا ہے۔ غیروں سے اُسے نہ کوئی توقع امداد کی ہے۔ اور نہ وہ اون کی امداد کو قبول کرنے کو طیار ہے۔

(۱۰) دسویں خصوصیت اس جلسہ میں یہ پیدا ہوئی ہے کہ رپورٹوں کا رنگ بدل دیا گیا ہے۔ اور اگلے سال تک اس سلسلہ کے بالکل بدل جانے کی توقع کی جاتی ہے۔

انحکم اس خصوصیت کے لئے فخر سے کہہ سکتا ہے۔ کہ اس نے اس امر کے متعلق اپنی آواز مختلف اوقات میں اُٹھائی گذشتہ سال جب الحکم کا پہلا پرچہ ۷ دسمبر ۱۹۱۲ء کو شائع ہوا۔ تو اسمیں لکھا تھا کہ سالانہ جلسہ پر اس کے لئے اپیل کرنا بھی ایک ضروری امر ہو رہا ہے۔ میں نے اس سے پہلے بھی توجہ دلائی ہے۔ اور دلاتا رہوں گا۔ جب تک اس میں کامیابی نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی حقیقی پرستار اور اشاعت سلسلہ کے لئے دل میں تڑپ اور اضطراب رکھنے والی قوم کے شایان شان نہیں کہ وہ ایک جذبات آفرین اپیل کی محتاج ہو۔

میری ذاتی رائے یہ ہے۔ کہ سالانہ جلسہ پر لوگ اپیل کے محتاج نہ ہوں۔ پھر ۷ جنوری ۱۹۲۳ء کے الحکم میں اپنے لکھا کہ

سالانہ جلسہ کے نظام العمل کا ایک حصہ رپورٹیں اور اپیل بھی ہیں۔ میں ذاتی طور پر دونوں کا مخالف ہوں۔ اور میری رائے میں یہ دونوں اجزا سالانہ جلسہ کے پروگرام سے خارج کر دینے چاہئیں اور انکو ہر کانفرنس کے پروگرام میں شامل کیا جائے۔ عام طور پر اعداد کا مضمون خشک ہوتا ہے۔ اور جماعت اغراض سلسلہ کے لئے جو روپیہ دیتی ہے۔ وہ کسی اپیل کے محتاج نہیں۔ ایک حق پرست اور اشاعت حق کے لئے حقیقی جوش رکھنے والی قوم اس امر کی محتاج نہیں کہ اسکو عارضی طور پر محرکات سے صرف زر کے لئے متوجہ کیا جائے۔

خدا کا شکر ہے۔ کہ اسپر عمل شروع ہو گیا ہے اور گذشتہ سال کی مجلس مشاورت میں رپورٹیں نہ صرف پڑھی گئیں بلکہ ان پر تنقید کا حق بھی

حضرت خلیفۃ المسیح نے نمایندوں کو عطا فرمایا

اس مرتبہ رپورٹوں کا خلاصہ پیش ہوا کہ کم از کم اسقدر ضروری بھی ہے کیونکہ بالکل انکو ناواقف نہیں رکھا جا سکتا۔ اور علاوہ بریں عام افراد جماعت میں سلسلہ کے معاملات سے دلچسپی پیدا کرنیکا یہ واحد ذریعہ ہے۔ مگر میں اسقدر عرض کروں گا کہ اس موقعہ پر ہر صیغہ کی رپورٹ مطبوعہ موجود ہونی چاہیئے۔ اور لوگوں میں شائع کر دی جاوے۔

(۱۱) گیارہویں خصوصیت جلسہ میں یہ پیدا ہو گئی ہے۔ جو نہایت ضروری اور اہم تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح سے ہر ایک جماعت اور جماعت کے

بعض افراد (جو خواہش کریں) کو حضرت سے ملاقات کر کے اپنی مقامی ضروریات کے متعلق براہ راست مشورے اور ہدایات حاصل کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور اس غرض کیلئے آپ کا محکمہ ڈاک جس محنت اور قابلیت سے انتظام کرتا ہے وہ ہر طرح قابل تعریف اور قابل شکر گذاری ہے۔

میں نے مختلف احباب سے دریافت کیا۔ کہ ملاقاتوں کے متعلق کوئی امر انہیں ایسا تو نہیں معلوم ہوتا جو قابل اصلاح ہو۔ مجھکو ایک بھی آدمی نے نہیں بتایا کہ یہ نقص قابل اصلاح ہے۔ اس سال خصوصیت سے جو سلسلہ قبل از وقت مطبوعہ فارموں کا جاری کیا گیا وہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

میں نے یہ بات دریافت کرنیکی کوشش کی ہے۔ کہ

ان ملاقاتوں میں مشترک غرض کیا تھی؟

لوگوں کی ملاقات جو حضرت امام سے ہوتی ہے۔ اسکے اغراض سے جماعت کے اخلاق اسکے مقاصد اور ارادوں کا پتہ بآسانی لگ جاتا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ

ملاقاتوں کی مشترک غرض توسیع تبلیغ تھی

عام طور پر مختلف جماعتوں نے یہ خواہش کی کہ ہمارے علاقہ میں مبلغ بھیجے جاویں اور تبلیغ کا سلسلہ وسیع کیا جاوے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ لوگوں میں تبلیغ سلسلہ کیلئے ایک جوش پایا جاتا ہے۔ مجھکو اس امر کی تلاش رہی کہ گذشتہ سال کے پروگرام کا ایک جزو اعظم جو ۲۷ جنوری ۱۹۲۵ء کے خطبہ میں آپ نے فرمایا تھا۔ اتحاد فی التبلیغ تھا۔ اس مقصد کے لئے مختلف جماعتوں نے حضرت کے حضور کیا کیا تجاویز پیش کیں۔ مگر اب رپورٹوں میں اسکا ذکر ہو جو مختلف نقطہ نگاہوں کی طرف سے عیاں ہوئی ہیں۔ بہرحال یہ چند خصوصیتیں اس جلسہ میں میرے سامنے آئیں۔ اب میں ان ضرورتوں کا اظہار کرتا ہوں۔ جو اس جلسہ میں اور اسکے بعد میں محسوس کرتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کی توجہ اس طرف ہونی لازمی ہے۔

پہلی ضرورت۔ سب سے پہلی ضرورت جلسہ گاہ کی تعمیر ہے یہ ضرورت ایسی نہیں جو اس مرتبہ ہی محسوس کی گئی ہو بلکہ ہر سال اسکا احساس ہوتا ہے۔ لیکن وقتاً گذر جانے کے بعد باتیں ہم بھول جاتے ہیں۔ اور یا سلسلہ کی دوسری اہم ضروریات ہمکو متوجہ کر لیتی ہیں۔ اور یہ ضرورت اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔

عہد خلافت ثانیہ کے آغاز سے اس ضرورت کا احساس ہوا ہے۔ اور دس سال سے ہم اس ضرورت کو عملاً محسوس کر رہے ہیں۔ اور ہزاروں روپیہ عارضی انتظام پر خرچ بھی ہو رہا ہے لیکن بایں وہ ضرورت موجود ہے۔ مستقل جلسہ گاہ کی تعمیر کا سوال ایک ایسا سوال ہے کہ اسکا حل مشکل بھی ہے۔ اور آسان بھی مشکل تو اس لئے ہے۔ کہ کوئی مستقل جلسہ گاہ ایک خاص تعداد کو مدنظر رکھکر بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم ہر سال دیکھتے ہیں کہ ہمارے اندازے سے بہت زیادہ لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور یہ تعداد دن بدن انشاء اللہ بڑھتی ہی جائے گی۔ پس ایسی صورت میں ہم کس تعداد کو زیر نظر رکھکر جلسہ گاہ تعمیر کریں۔

اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ جلسہ گاہ مستقل بھی ہو اور وہ عارضی بھی ہو مستقل تو اس حیثیت سے کہ جو کچھ بنایا جائے وہ مستقل ہو اور عارضی اس حیثیت سے کہ اس میں کافی گنجایش ترقی کے لئے ہو۔

بہرحال اسوقت اس کی نوعیت اور تفاصیل پر بحث نہیں کی جا سکتی۔ صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ

ایک مستقل جلسہ گاہ ہونا چاہیئے

اور اسکے اخراجات کا اندازہ کر کے سالانہ ایک مستقل رقم اس کے نام سے جمع بھی کی جاوے۔ اور خرچ بھی کی جاوے۔

دوسری ضرورت۔ اسکے ساتھ ہی دوسری ضرورت مہمان خانہ کی وسعت کا سوال ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خصوصیت سے یہ وحی فرمائی تھی۔ **وسع مکانک** تو اپنے مکان کو وسیع کر۔ اس وحی کی تعمیل ہمیشہ ہی کسی نہ کسی رنگ میں جاری رہتی ہے۔ قادیان کی ساری وسعت اسی کے نیچے ہے۔ لیکن پھر بھی خصوصیت سے مہمان خانہ کی وسعت ایک ضروری چیز ہو گئی ہے۔ اوّل تو عام طور پر موجودہ مہمان خانہ کافی نہیں رہا۔ لنگر خانہ کے متعلق بعض مکانات ہمیشہ کرائے پر رہتے ہیں۔ تاکہ آنیوالے روزانہ مہمانوں کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔ پھر سالانہ جلسہ پر باوجودیکہ بہت سے مکانات ہر سال تعمیر ہوتے ہیں۔ مگر جلسہ کے موقع پر پھر تنگی ہو جاتی ہے۔ اس لئے مستقل طور پر ایک وسیع مہمان خانہ کی بنیاد رکھنی ضروری ہے۔

عرصہ دراز کی بات ہے۔ کہ مہمان خانہ کی وسعت پر الحکم میں ایک تحریک کی تھی۔ اور اس تحریک میں بتایا تھا۔ کہ کس طرح پر یہ مہمان خانہ بآسانی بن سکتا ہے۔ میں اس تحریک کو یہاں تو درج نہیں کرتا۔ البتہ اس کا مفہوم لکھتا ہوں۔

میں نے تجویز کی تھی کہ ہر ایک ضلع کی انجمن اپنے لئے ایک مکان اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے۔ اپنے خرچ پر بنالے اور اس مکان میں کچھ حصہ زنانہ بھی ہو اس طرح پر جب وہ جماعت یا اس کے کوئی افراد آئیں۔ تو اس مکان سے فائدہ اٹھائیں۔ اور دوران سال میں اس کے کسی حصہ کو کرایہ پر دیا جائے۔ تاکہ اس کی معمولی مرمت وغیرہ کا خرچ بھی نکلتا رہے۔ اسطرح پر آسانی سے بہت بڑا مہمان خانہ بنجائیگا۔ ہر جماعت اپنے فنڈ اور حالات کے لحاظ سے اس کی عمارت بنوا سکتی ہے۔ یہ تحریک میں نے ایسے وقت کی تھی۔ جبکہ ضلع وار جماعتوں کی تعداد قلیل تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو بہت بڑھا دیا ہے۔ اسلئے اب یہ سلسلہ مکانات کا بھی ایک وسعت کو چاہتا ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ کم از کم دس بارہ گھماؤں اراضی کا ایک قطعہ مخصوص کیا جاوے۔ اور ایسی اس قسم کے مکانات کا سلسلہ بنایا جاوے جاوے۔ یہ گاؤں چونکہ حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہد خلافت کی یادگار ہوگا۔ اس لئے اسکا نام

محمود آباد

رکھا جاوے۔ اس شہر کی عمارتوں میں اس امر کو بھی ملحوظ رکھا جاوے۔ کہ وہ ہر حصہ ملک کے نمونہ پر ہوں۔ مثلاً بمبئی یا حیدرآباد کی جماعت کے مکانات اسی طرز کے ہوں۔ بہاولپور والوں کے اپنے ملک کی تعمیرات کے نمونہ پر اس سے مختلف ممالک اور صوبوں کی جماعتوں کے باہم اتحاد کا ایک ایسا منظر ہوگا جو

قلوب پر اثر کئے بغیر نہ رہے گا۔

مجموعی طور پر حفظ صحت کے اصولوں اور بیرونی اور نالیوں کے نکاس اور دوسری ضروریات کو مدنظر رکھ کر اس کے پلاکس کی تقسیم نہایت اعلیٰ ہو۔ اصل لاگت پر یہ اراضی جماعتوں کو دی جاوے۔ محمود آباد کی تعمیر میں ہر قسم کی سہولتیں جماعت کو دیجاویں۔ اس لئے کہ یہ کسی شخص واحد کی ملکیت نہ ہوگا۔ بلکہ

وہ سلسلہ کا مال ہوگا

اور وقف ہوگا۔ اور اغراض سلسلہ کے لئے استعمال میں آسکے گا۔ غرض اس مہمان خانہ کی وسعت کا سوال بھی ایک اہم سوال ہو گیا ہے۔ اور جلسہ گاہ کے ساتھ ہی اس کو مدنظر رکھا جاوے۔

اگر یہ تحریک جماعتوں نے پسند کی اور سلسلہ کی عام ضروریات اور اغراض کے لئے فنڈ کی ذمہ واریوں پر ذرا بھی اثر ہوئے بغیر اس مہمان خانہ کی بنیاد اس سال رکھ دی گئی۔ تو خدا کے فضل و کرم سے قادیان کے مستقبل کی ایک شاندار جھلک نظر آنے لگے گی۔

محمود آباد کی تعمیر کے ساتھ ہی یہ امر بھی مدنظر رکھنا پڑے گا۔ کہ جلسہ گاہ بھی اسی کے قریب ہو۔

مجاہد مصری کے کام پر اظہار خوشنودی

حضرت خلیفۃ المسیح کی نکتہ نوازی کا شکریہ ادا کرنیوالوں کی حوصلہ افزائی ہی کا موجب نہیں ہوتی بلکہ ہمارے لئے آپکی صداقت کا ایک نشان ہے۔ کہ آپکا تعلق شکور خدا کے ساتھ ہے۔ مجاہد مصری کے کام کے متعلق ۲۷ جنوری ۱۹۲۵ء کو بعد نماز ظہر فرمایا کہ انسان جب کسی کام میں جرأت کرتا ہے تو اس کام کو کر لیتا ہے چنانچہ شیخ محمود احمد نے وہاں جرأت سے کام کرنا شروع کیا اللہ تعالیٰ انکو کامیاب کر رہا ہے۔ مکرمی سید ولی اللہ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اخبار والے کرنے سے پہلے انکو دھمکیاں بھی دی گئیں فرمایا ہاں مگر انہوں نے جرأت اور دلیری کی اور کام شروع کر دیا۔ (اللہ تعالیٰ میرے مجاہد مصری کی خدمات کو قبول فرماوے اور اسکو اخلاص اور صدق کا مقام عطا کرے۔ آمین:۔

(عرفانی)

تسلی

میں اپنے سر پر ایک خوشنما آسمان اور پاؤں کے نیچے ثمرہ بار زمین پاتا ہوں۔ میرے ارد گرد نہایت حیرت انگیز مناظر ہیں۔ اور ہر روز میرے علم میں زیادتی ہوتی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ دنیا اپنی ساری خوبصورتی کے ساتھ میرے سامنے آرہی ہے۔ اور میرے دل کو لبھا رہی ہے۔ کبھی کبھی میں اس خوبصورت ہستی میں اسقدر محو ہوتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو بھول جاتا ہوں اور کبھی ایک گہرا تخیل میرے دل کو گھیر لیتا ہے۔ میرے سامنے سیماب وار چشمے چل رہے ہیں۔ زمین سے پتھروں سے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں سے ابل ابل کر نکل رہے ہیں۔ بلند مقامات سے گر کر دیکھنے والے کے قلب میں ایک گہری خوشی پیدا کرتے ہیں۔ ان پانی کے شلالوں کے ارد گرد کنارے کنارے سبز درخت کھڑے ہیں۔ [illegible] جھوم رہے ہیں۔ سامنے باغوں میں پھول کھلے ہیں۔ اور بہار کا موسم ہے [illegible] خوبصورت گھڑی میں میں نے نظر اٹھا کر دور تک دیکھا۔ اور پھر ایک سانس لیکر بیٹھ گیا۔ یہ سب چیزیں اچھی ہیں اور عمدہ ہیں۔ مگر میں نے محسوس کیا کہ میرے قلب کو کوئی خاص خوشی نہ ہوئی۔ بلکہ میں نے دیکھا کہ دیکھتے ہوئے کوئلوں کی طرح میرا دل دھکنے لگا۔ کیونکہ میں اپنے تمام احباب سے دور تھا۔ میں نے اس سبزہ زار مقام پر اپنے آپ کو تنہا پایا۔ تو میں غم کو محسوس کرنے لگا۔ اور غمگین ہوگیا میں نے اپنے دل کی خوشی کے لئے میں نے اپنی تسلی کے لئے ہر قسم کے ذرائع اختیار کئے۔ مگر مجھ کو راحت محسوس نہ ہوئی۔ تب میں ایک خوبصورت قطعہ زمین پر بیٹھ گیا جس کے پاس ہی پانی کا چشمہ ابل رہا تھا۔ اور اپنی زندگی پر نظر ڈالنے لگا۔ میں نے دیکھا۔

(۲) میں بچہ تھا۔ اور چلنے کی کوشش کرتا تھا۔ اور نہیں چل سکتا تھا۔ تھوڑا سا چلکر منہ کے بل گر جانا میرے ناک سے خون بہنے لگتا اسلئے میں رونے لگ جاتا میں نے اپنی والدہ سے کھانے کے لئے مٹھائی کا مطالبہ کیا۔ مٹھائی اسوقت موجود نہ تھی۔ اس لئے میں مچلنے لگا۔ اور رو پڑا۔ میں شوخی کر رہا تھا والدہ نے ذرا غصہ سے دیکھا میرے دل پر ٹھیس لگی۔ اور میں بس بسانے لگا۔ میں چاقو سے کھیل رہا تھا۔ اور اس سے بہت خوش تھا کہ میں نے اپنے ہاتھ پر خود ہی چاقو مار لیا۔ اور چیخ چیخ کر رونے لگا۔ ذرا بڑا ہوا گھر سے نکلکر دوستوں سے کھیلنے لگا اور خوش ہوا۔ کہ باہر کی ہوا لگی۔ اس حالت میں ایک ساتھی سے میں لڑ پڑا۔ چونکہ وہ مجھ سے طاقتور تھا۔ اس لئے اس نے مجھکو خوب ہی سزا دی۔ میں گھنٹوں کھڑا روتا رہا۔ کچھ اور بڑا ہوا تو مدرسے جانا لگا۔ دل لگا کے اچھے سامان پیدا ہو گئے۔ چند سال بھی نہ گزرے تھے۔ کہ مجھ کو معلوم ہوا۔ کہ میں سال بھر مدرسہ میں پڑھنے کے باوجود امتحان میں فیل ہوگیا۔ اس خبر نے میرے دل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ میں بیمار ہوگیا۔ میری زندگی خطرے میں پڑ گئی۔ گھر کے سب لوگ حیران ہو گئے۔ میری ہڈیاں نکل آئیں۔ میں سوکھ کر کانٹا سا ہوگیا۔ خدا خدا کر کے مجھ کو اس سے آرام ہوا۔ میں اپنے کاروبار میں محو ہوگیا۔ ایک دن اچانک مجھ کو خبر ملی کہ میرا عزیز بھائی ان واحد میں ڈوب کر فوت ہوگیا۔ میرے غم کی کوئی حد نہ رہی۔ ابھی چند دن بھی قلب کو تسلی آئے ہوئے نہ گذرے تھے کہ میرے قلب کو ایک اور صدمہ پہنچا۔ وہ یہ کہ میں جانا کہ میرے گرد میرے دشمن منصوبہ بازی کر رہے ہیں۔ اور میرے خلاف پوری جدوجہد کر رہے ہیں۔ آہ یہ ایک سلسلہ لامتناہی چل رہا ہے۔ جس نے مجھ کو بالکل پریشان کر دیا۔

میں اس قصہ میں ایسا محو ہوا۔ کہ مجھ کو معلوم نہ ہوا کہ میں کہاں ہوں۔ مگر اس ساری نگاہ کے بعد مجھ کو معلوم ہوا۔ میری زندگی دکھوں اور دردوں کا مجموعہ ہے۔ میرے دلکو نہ بچپن میں۔ نہ جوانی میں۔ نہ طالبعلمی اور نہ [illegible] تسلی ہوئی۔ ہر تکلیف کے ساتھ دوسری تکلیف وابستہ ہے۔

میں مخملی بستروں پر سوتا ہوں۔ اور میرے ارد گرد نوکروں کی قطار۔ سیم و زر۔ عزت و حشمت میری غلام ہے۔ مگر افسوس دل میرا غلام نہیں۔ اسپر غم کے گھٹا ٹوپ بادل ہیں۔

اسوقت میں نے حسرت سے اپنی زندگی پر نگاہ کی اور میں نے کہا کیا میری زندگی میرے قلب کی تسلی کے بغیر گذر جائے گی۔ نہیں! میں ضرور اپنی تسلی کو ڈھونڈونگا۔ میں نے چاہا کہ میں اس کے علاج کے لئے اور تسلی کے لئے۔ سکینت قلب کے لئے میں دنیا کے بڑے بڑے انسانوں کے پاس جاکر اسکا علاج دریافت کروں گا۔ تاکہ میں اطمینان حاصل کر سکوں۔ یہ کہہ کر میں وہاں سے اٹھا اور اسی فکر میں چل پڑا۔ میں نے اسقدر غور کیا۔ مگر مجھ کو تسلی نہ ملی۔

(۳) میں نے سب سے پہلے ایک تاجر سے ملاقات کی تاکہ اس سے پوچھوں۔ کیونکہ اس کے پاس ہر وقت روپوں کا ڈھیر لگا رہتا ہے۔ شاید یہ خوش ہو۔ جب میں نے اس سے دریافت کیا۔ تو اس نے نہایت حسرت سے کہا۔ کہ افسوس روپیہ تو اسقدر ہے۔ جس کی حد نہیں۔ مگر میرے بعد اس روپے کو سنبھالنے والا کوئی نہیں ہے۔ اور ہر وقت مجھ کو یہ صدمہ کھا رہا ہے۔ کہ کاش کہ میرے ایک ہی بچہ ہو جائے۔ اور یہ حسرت مٹ جائے۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ غالباً اولاد سے اطمینان قلب ملتا ہے۔ میں ایک ایسے شخص سے ملا جس کے ایک درجن بچے تھے۔ اس سے وہی سوال دہرایا۔ اس نے بھی ایک سانس لی۔ اور کہا کہ اولاد تو بہت ہے۔ مگر سب نالائق اور نافرمان ہیں۔ جو کچھ گھر میں تھا۔ سب ضائع کر چکی ہے۔ اب میرا کوئی سہارا نہیں۔ کاش یہ اولاد نہ ہوتی۔ تو اچھا تھا۔ میں نے کہا کہ تیری اولاد کو کیا ہوا۔ اس نے کہا محض جاہل ہے۔ اسلئے آوارہ ہے۔ میں نے خیال کیا کہ علم عمدہ چیز ہے۔ اس لئے وہاں سے تسلی کا ذریعہ مل سکیگا۔ میں ایک منشی کے پاس گیا۔ اس نے نہایت حسرت سے کہا کہ آجکل ہم پرانے آدمیوں کی قدر نہیں کرتے۔ اب تو گریجویٹ کی قدر ہے۔ مجھ کو گریجویٹ کی تلاش ہوئی۔ میں نے اسکو پایا۔ اس نے میرے سوال کا جواب دیا۔ کہ افسوس تو یہ ہے کہ اسقدر پڑھا۔ چونکہ میرے پاس ڈاکٹر کی ڈگری نہیں اس لئے مجھ کو کوئی فائدہ نہیں۔ اور میں سخت تکلیف میں ہوں۔

میں ڈاکٹر کے پاس گیا۔ مہندس کے پاس گیا۔ بیرسٹر کے پاس گیا۔ گورنر کے پاس گیا۔ ہوم و غموم سے چور بادشاہ کے پاس گیا۔ مجھ کو کسی کی زندگی بھی تسلی بخش نظر نہ آئی۔ اور سب کو اس خوبصورت دنیا میں سر دھنتے پایا۔ میں تسلی کی تلاش میں دیوانہ ہوگیا۔ میں نے عزم کیا کہ میں تسلی کو پاؤں گا۔ اور ضرور پاؤں گا۔ [illegible] ایک دن میرے قلب پر ایک انکشاف ہوگیا اور [illegible] واسطہ سے ملا۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

میرا دل خوشی سے بھر گیا۔ اور میرا چہرہ سرخ ہوگیا۔ آنکھیں چمک اٹھیں۔ اور میں نے محسوس کیا۔ کہ اب میں نے اسکو پالیا۔ میں کہ [illegible] لگا۔ اور غور کرنے لگا۔ کہ اس ذکر سے کیا ہے۔ جب میں نے غور کیا میں کس کو بہت یاد کرتا ہوں۔ اس کو جس سے مجھ کو سخت محبت ہے۔ میرے سامنے اسکا مجسمہ کھڑا ہوا۔ وہ دل آویزی سے مجھ کو کبھی گھورتا اور کبھی مسکراتا میں نے دیکھا۔ کہ میرا ذرہ ذرہ اس نظارہ کے دیکھنے میں محو تھا۔ اور لذت لے رہا تھا۔ میں چاہتا تھا۔ کہ میں اس عالم تمثل سے نہ نکلوں اور اس کے باہر میرے دلکو سخت تکلیف تھی۔ مگر حقیقتاً مجھکو نہایت ہی بڑی طرح اس مجلس کو چھوڑنا پڑا۔ میں کہہ نہیں سکتا۔ کہ مجھ کو کسقدر تکلیف ہوئی۔ اور کس قدر اس فکر سے نفرت۔ ہاں میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ جو میرا محبوب ہے جو میرے دل میں جگہ لئے ہوئے ہے۔ مگر میں نے دیکھا۔ اور خوب غور کیا اس محبوب کی صحبت سے کبھی بھی نہ مجھ کو اور نہ کسی انسان کو حظ اوٹھانیکا موقع ملا۔ تب ملائکہ نے میرے قلب کو اس طرف پھیرا۔ تو اطمینان چاہتا۔ تیرا اطمینان بستی میں نہیں بلکہ بلندی میں ہے۔ تو اپنا عشق اس [illegible] لگا۔ جو تیرا رب ہے۔ تو اسمیں محو ہو اور

تیرے ذرے ذرے سے اللہ کی آواز بلند ہو۔ تیری آنکھوں کو اس سے بہتر کوئی منظر نہ معلوم ہو۔ تیرے قلب میں اور کچھ نہ ہو۔ زمین و آسمان میں صرف وہی تجھ کو نظر آئے۔ اور حقیقت تو یہی ہے کہ انسان اسکے سوا اپنی غرض بنا ہی نہیں سکتا۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔

اس کے سوا اگر انسان کوئی غرض بنائے تو اسکو تسلی نہیں مل سکتی۔ جب بندے اس غرض کو جان لیا اور میں اس کی یاد میں فنا ہونے لگا۔ تو پھر ایک دفعہ ایک نیا انکشاف ہوا۔ اور مجھ کو یکدم قرآن کریم کی یہ آیت سمجھ میں آگئی اذا سئلك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔

مجھ کو از حد خوشی ہوئی جبکہ مجھ کو معلوم ہوا۔ کہ محبوب حقیقی اس وقت جبکہ انسان عبد بنکر اپنی ہر خواہش کو اس کی خواہش کے نیچے کر لیتا ہے۔ اور اس کے ذرہ ذرہ سے ایک ہی آواز نکلتی ہے۔ اسوقت اس کی ہر آواز پر اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے۔ پھر اسمیں اور اس محبوب حقیقی میں کوئی جدائی باقی نہیں رہتی۔ تب انسان کو حقیقی راحت اور حقیقی خوشی و مسرت سرور اور تسلی مل جاتی ہے۔ اور اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور اس مقام پر کہتا ہے ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے [illegible]
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار
ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گزرے ہیں امیر و تاجدار
داغ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا عز و جاہ
جسکا جی چاہے کرے اس داغ سے وہ تن فگار
کام کیا عزت سے ہمکو شہرتوں سے کیا غرض
گروہ ذلت سے ہو راضی اسپہ سو عز نثار
ہم اس کے ہو گئے جو ہمارا ہو گیا۔
چھوڑ کر دنیائے دوں کو ہم نے پایا وہ نگار
پس حقیقت یہ ہے۔ شانتی۔ راحت۔ آرام۔ سرور۔ تسلی۔ اطمینان۔ یہ سب الفاظ ہیں جن کے رہنے کا مقام الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ہے:۔

شیخ محمود احمد مجاہد مصر

مفت نمونہ کی درخواست بھیجیں

خادم کعبہ

نمونہ کا ٹکٹ ۴ روانہ کرنا ضروری ہے

اُردو علم و ادب کا بہترین ماہوار رسالہ

زیر ادارت

جناب سید الطاف حسین صاحب

بنگال و بہار کے بڑے مرکز ہوڑہ سے یہ علمی ادبی معلومات کا مجموعہ ہر مہینہ ایک نئے ساز و سامان و دلفریب اداؤں کے ساتھ تقریباً ایک سال سے شائع ہو رہا ہے۔ ہندوستان کے مشہور انشا پردازوں کے خیالات کا نچوڑ اور ہر قسم کی دلنواز نظموں کا بہترین مجموعہ اسے سمجھیں۔ آپ اسکے جس مضمون کو اوٹھالیں تو ممکن نہیں کہ بغیر ختم کئے پرچہ رکھدیں۔ رسائل سائز پر ۵۰۰ صفحہ سالانہ پیشکرنے والا لکھائی چھپائی دیدہ زیب کاغذ کے لحاظ سے اعلیٰ صرف سالانہ چندہ عجائبی پی خرچ ۲ر

رعایتی اعلان } چندہ بذریعہ منی آرڈر کے جو صاحب روانہ کرینگے۔ ان صرف دو روپیہ لیا جائے گا۔

مالک رسالہ خادم کعبہ

منشی نور محمد۔ جولا پاڑا لین۔ ہوڑہ۔

اعلان

جمیعۃ تبلیغ الاسلام مرکزیہ انبالہ کی شاخ راجپوتانہ میں۔ اجمیر شریف قائم ہوا ہے۔ عقب سے راجپوتانہ کانفرنس کے اغلاع (خبارات) میں شائع کی جاوے گی۔ جن میں راجپوتانہ میں اسلامی ضروریات پر کافی غور کر کے عملدرآمد کیا جاویگا۔ راجپوتانہ میں بالعموم اور جے پور میں بالخصوص جناب چودھری نذیر احمد خانصاحب وکیل جے پور کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اسوقت چودھری صاحب ہی صوبہ کے صدر اور راقم الحروف عارضی سکرٹری کی خدمات انجام دے رہا ہے خدا تعالیٰ کامیاب کرے۔ آمین۔

(آزاد صمدانی سکرٹری جمیعۃ تبلیغ راجپوتانہ)

اعلان

میرا ایک لڑکا جو احمدی ہے اور اس کی عمر ۱۱-۱۲ سال کی ہوگی۔ اسکی شادی کسی احمدی لڑکے کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں جو ذات کا شیخ ہو (جیسے جالندھر اور ہوشیارپور کے شیخ ہیں) اور ۵۰-۶۰ روپیہ کا ملازم ہو۔ عمر اس کی ۲۵ سال سے زیادہ نہ ہو۔ جس صاحب کی مرضی ہو وہ حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

گورداسپور

(شیخ محمد بخش احمدی سال رنختی بمقام ڈھیر کوٹ ڈاکخانہ تحصیل بٹالہ ضلع)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت استاذی خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کے خاص تجربات

(۱) راحت مسیح علیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام۔ مقوی معدہ ہاضم طعام۔ دافع درد معدہ و قبض و درد مفاصل اور قرابی جیفہ و امراض اطفال و درد شکم و قبض و بخار و کھانسی اور ہڈیہ وغیرہ کیلئے انہد مفید اکسیر ہے۔ قیمت فی سینکڑہ عدد

(۲) کشتہ طلا۔ یہ سونے کا کشتہ خاص طریق سے طیار کیا گیا ہے۔ تقویت اعضاء رئیسہ دل و دماغ جگر معدہ اور باہ کے لئے ایک بے نظیر چیز ہے۔ نہایت دیرپا کا فرحت افزا اور حفظ صحت کے لئے بس اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ایک دفعہ ہزار در آزما کر فائدہ اٹھائیں قیمت فی خوراک ۱ر اور فی سینکڑہ خوراک تیئیس روپیہ۔

(۳) حبوب مقوی اعصاب۔ جو نہایت درجہ کی مقوی اعصاب و معدہ و دماغ ہے۔ قیمت فی درجن فی سینکڑہ ۸ر

(۴) معجون شاہی یا اکسیر حریان۔ خوشخبری ہو کہ ہماری آٹھ دس سال کی کامل توجہ اور محنت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں معجون شاہی جیسی اکسیر اعظم جو خاص جڑی بوٹیوں اور قیمتی اجزا سے مرکب ہے عطا فرمائی جو کہ حریان اور خواب میں بلا ارادہ منی خارج ہونے اور ان سے پیدا شدہ جملہ کمزوریوں کے ازالہ کرنے میں فی الواقع ایک اکسیر ہے کئی مایوس العلاج مریض جو اپنے تئیں زندہ درگور سمجھے ہوئے تھے۔ اسکے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ صحت یاب ہو گئے ہیں۔ پیر اس کے استعمال سے بہت کم خوب لگتی ہے۔ دودھ اور کھانا خوب ہضم ہوتا ہے۔ اور لطف یہ کہ بادی جسم کی ہونیکے مقوی باہ بھی ہے۔ بچپن کی بداعتدالیوں اور غلط کاریوں کے جملہ مہلک نتائج کی اصلاح کرنیمیں اسکو ایک خاص خصوصیت ہے۔ قیمت فی ڈبیہ یا دیر ۸ر

(۵) روغن اکسیر اعصاب۔ بعض حالتوں میں اس معجون کے استعمال کی بجائے ہماری تیار کردہ روغن اکسیر اعصاب بھی طلا کرنا پڑتا ہے جو کہ بذات خود ہر قسم کی سستی و ضعف و کمزوری اعضائے تناسل کو از اکسیر بجلی کا کام دیتا ہے جسنے محض ہو دی۔ شتاری لغاظی کو ایک عجیب اثر چھپی ہے [illegible]

(۶) اکسیر سوزاک۔ جو نئے اور پرانے سوزاک کو صرف ایک ہفتہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور کرتا ہے قیمت ایک ہفتہ کیلئے عدد ۱ر (۷) اکسیر نسیان۔ یہ ایام ہوش کی یقیناً دماغی اور تکلیف کو بہت جلد دور کر دیتی ہے اس دوا کی اثر سے مولا کے فضل سے بہت حسرت گدہ گھر آباد ہوئے۔ قیمت ایک ہفتہ کی خوراک کیلئے عدد ۸ر (۸) سرمہ مروارید یہ سرمہ ضعف بصارت کیلئے نہایت اکسیر ثابت ہوا ہے حتیٰ بعض نے اسکی تھوڑے استعمال سے عینک کو ترک کر دیا۔ ایسا ہی پرانے سکروں کے لئے بھی مفید ہے بلکہ جم نور ثابت ہوا ہے۔ فی تولہ ۱ر

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔

حکیم مفتاح الدین مخلص پرانا احمدی ہے اور علم طب میں بیمانا تجربہ رکھتا ہے حضرت خلیفۃ اوّل رضؓ بھی آپکی بعض دواؤں کو استعمال کرواتے تھے۔ اخلاص اور محبت سے تیار کی گئی ادویہ بیماروں کے لئے مفید ہوگی۔

ملنے کا پتہ حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ

دیوبندیوں کا حملہ اسلام پر

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے علماء سوء کی جو پیشگوئی فرمائی تھی۔ اسکا ثبوت دیوبندیوں کے وجود میں بہت صفائی سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان دشمنان اسلام نے مسلمانوں میں تفرقہ اندازی اور ان کو غلط راستوں پر لے جا کر گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ فتنہ ارتداد کے انسداد میں احمدی جماعت کی کامیابیوں نے ان لوگوں کو نعل در آتش بنا دیا ہے۔ اسلئے اب وہ آریوں کے مقابلے سے فارغ ہو کر (پہلے ہی فارغ تھے اس لئے کہ نہ اس کے اہل تھے نہ اخلاص تھا۔) احمدیت کے مقابلہ میں اپنے پرانے ہتھیار کفر و ضلالت کے لیکر نکلے ہیں۔

پہلے تو ان اخبارات پر نزلہ گرایا جو احمدی جماعت کے امدادی کارناموں کا ذکر اپنے پرچوں میں محض حب اسلام سے کرتے تھے۔ اور ادھر مولانا ابوالکلام آزاد کی مخالفت شروع کی۔ کہ وہ کفر کا فتویٰ کیوں نہیں دیتا۔ دراصل یہ تو بہانہ تھا۔ اور ہے مولانا ابوالکلام کی قبولیت اور اکرام جو سیاسی حلقہ میں ہے۔ وہ ان حسد کے پتلوں کو نہیں بھاتا۔ اسلئے چاہا کہ اسپر انکو گرائیں۔ غرض مختلف حیلوں سے احمدی جماعت کی کامیابی اور ترقی نے انکو پریشان کر رکھا ہے۔ بلکہ ایک نے تو سنا یہ بھی کہا کہ اس جماعت کی ترقی دیکھ کر مجھے تو یہ سوجھتا ہے کہ خودکشی کر لوں۔ ہم بھی کہتے ہیں۔ یہی طریق اچھا ہے۔ قرآن مجید نے فرمایا ہے۔

قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ

احمدی جماعت حزب اللہ ہے اور اس کی کامیابی اٹل ہے۔ دیوبندی اپنے تمام لاؤ لشکر کو لیکر اپنے اگلے پچھلوں کی اعانت سے اس سلسلہ کی مخالفت کریں اور کوئی ہتھیار باقی نہ رکھیں جو استعمال نہ کریں پھر اون کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ

کون مفلح ہے؟

دیوبندیو! یاد رکھو بہت اس دعویٰ سے اٹھے کہ ہم اس سلسلہ کو فنا کر دیں گے۔ لیکن آج ان کی تربت سے جو آواز آتی ہے۔ وہ تم سنو!

ہم تمہارے خیر خواہ ہیں۔ اور اپنے دشمنوں سے بھی پیار کرنے والے ہیں۔ اسلئے کہ وہ شناخت نہیں کرتے۔ پس اس راہ کو چھوڑ دو کہ یہ بابرکت نہیں۔ کوئی طاقت۔ کوئی حکومت۔ کوئی قوت اب اس سلسلہ کی ترقی کو نہیں روک سکتی۔ اس لئے کہ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے۔

احمدی جماعت کو لازم ہے کہ وہ ان دشمنان دین کے مقابلے کے لئے ہر قسم کی قربانی کو آمادہ ہو جائے اسلئے کہ یہ شیطان کی آخری جنگ ہوگی۔ اور علماء سوء کے اس فتنہ کا نتیجہ

ہماری کامیابی ہے

ہمکو اخلاص اور للہیت کے ساتھ اس مقابلہ کا جواب دینا ہوگا۔ ہمارا نفس درمیان میں نہیں رہنا چاہیئے۔ اور صبر اور حوصلہ سے خدا کی تائید اور توفیق کو دعاؤں کے ذریعہ جذب کرو کہ

یہی ہتھیار دشمن کو شکست دیگا۔

پنجاب کا آئندہ لاگورنر

ملک معظم نے سر میلکم ہیلی کو پنجاب کا آئندہ گورنر مقرر کر دیا ہے۔ پنجاب کے سیاسی اخبارات نے اس تقرر کے خلاف لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر حماقت کیا ہوگی کہ ابھی تک ایک شخص نے حکومت کا چارج نہیں لیا اور اس سے ہمارا کوئی واسطہ یہاں نہیں پڑا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کن حالات میں سے اسے گذرنا پڑے گا۔ پھر قبل از وقت رائے زنی کیوں کر دانشمندانہ فعل ہو سکتا ہے۔

سر میلکم پنجاب میں رہ چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی قابلیت اور معاملہ فہمی سے ترقی کی اس کی حکومت کو کامیاب اور مفید بنانا دراصل ہمارے ہاتھ میں ہے اگر ہم نیک نیتی اور سلامت روی سے انکی اعانت کریں گے تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ انکا عہد ہمارے لئے بابرکت نہ ہو۔ لیکن اگر ہم بلا وجہ اور بلا امتیاز حقیقت مخالفت کرتے رہیں گے اور گورنمنٹ کے ہر فعل پر خورده گیری کا طریق اختیار کریں گے تو حکومت کو اپنا وقار اور امن قائم رکھنا لازمی ہے سر میلکم گورنری کے صفات اور قابلیتوں کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ انکا عہد پنجاب کے لئے کامیابی کا عہد ہوگا۔ اگر فضول اور بیہودہ ایجی ٹیشن سے انکے وقت کو ضائع نہ کیا گیا۔ ہم صدق دل سے سر میلکم کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ انکا عہد کامیابی اور خوشحالی کا عہد ہو۔ آمین:۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) موسم میں غیر معمولی تغیر ہے۔ آسمان عموماً ابر آلود رہتا ہے۔ بارش بھی ہوتی رہی۔ گذشتہ دو دن سے مختلف اوقات میں ترشح ہوتا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے سردی زیادہ چمک گئی ہے۔ اور اکثر بخار اور کھانسی کی شکایت ہے۔ بعض بچے فوت بھی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ آمین:۔

(۲) سید محمد علی شاہ صاحب مہاجر و مبلغ ملکانہ کے دو بچے یکے بعد دیگرے فوت ہوئے۔ باپ ملکانہ میں تبلیغ کے لئے گیا ہوا تھا۔ شاہ صاحب سلسلہ میں بہت پرانے مخلص ہیں۔ اور ہمیشہ تبلیغ سلسلہ میں مختلف قسم کے ابتلاؤں میں سے گذرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو نعم البدل عطا فرماوے۔ آمین۔

(۳) حضرت اقدس کی صحت الحمد للہ اچھی ہے اور آپ سلسلہ کے امور مہمہ کے انصرام میں مصروف ہیں۔ دارالتصنیف قائم ہو گیا۔ مولوی شیر علی صاحب کے ساتھ مولوی فضل الدین صاحب بھی رفیق الدار مقرر ہوئے ہیں سردست ابتدائی انتظامات ہو رہے ہیں۔ عنقریب باقاعدہ کام شروع ہو جائیگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

(۴) حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے صدر انجمن کے سکرٹری شپ اور مدرسہ تعلیم الاسلام کی مینیجری کا چارج لیکر کام شروع کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ سلسلہ کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین

(۵) گذشتہ ہفتہ کا یہ اہم واقعہ نہیں ہو سکا کہ کرمی حافظ روشن علی صاحب کی صاحبزادی امۃ الحق کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آپ مولوی مبارک احمد صاحب خلف الرشید مولوی عبدالرحمن صاحب سے پڑھا۔ خطبہ نکاح میں حضرت نے مولوی مبارک احمد صاحب کے دادا مولوی خان ملک مرحوم کی علمی امتیاز اور سلسلہ کے ساتھ اخلاص کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر حیثیت سے بابرکت فرماوے۔ آمین۔

باجلاس میاں عبدالمجید خانصاحب ندائی ہادر ڈپٹی کمشنر

رام سنگھ ولد چھیا سنگھ نرائن سنگھ ولد جوار سنگھ لبانہ کاکا وبد دولو۔ علی بخش و شہاب الدین پسران نور محمد سکنہ مقصود پور۔

بنام چیت سنگھ و کشن سنگھ پسران سردار ٹہل سنگھ ولد بھاگ سنگھ اتم سنگھ و سندر سنگھ پسران گلاب سنگھ۔ نواب سنگھ دیوی دتا پسران بھان سنگھ دیاں سنگھ بالغ و وریام سنگھ نابالغ بولد بیت دیا سنگھ پسران رام دتا صاحب سنگھ ٹھاکر سنگھ پسران بودھ سنگھ قوم لبانہ۔ علی بخش ولد فقیر موچی ساکن مقصود پور۔

مدعیان

مدعا علیہم

دعویٰ استقرار حق قبضہ کھالو ارانسی

۳

۴

سمن طلبی مدعا علیہم

چونکہ مدعا علیہم دیدہ و دانستہ حاضری سے گریز کرتے ہیں۔ اسلئے بزیر آرڈر ۵ رول ۳۱ اشتہار طلبی مدعا علیہم جاری کیا جاتا ہے کہ ۲۰ مگھ سمت ۱۹۸۰ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر جواب دہی کریں ورنہ عدم حاضری کی نسبت کارروائی ضابطہ کیجائے گی۔

مورخہ ۲۰ پوہ سمت ۱۹۸۰

دستخط عدالت

مجاہد مصری کا خط

شہید ماریشس کی تعزیت پر

جنت مکان شہید رضی اللہ عنہ

پیارا عبید اللہ

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

آہ! الفضل ۱۱ دسمبر کے پرچہ نے جس کی انتظار میں اس لئے آنکھیں بیقرار رہی تھیں۔ کہ اسمیں دیا محبوب کے حالات معلوم کریں گے۔ اور سالار مبلغین ڈکٹور صادق کی تقریر ہوگی۔ وہ ۴ دسمبر ۱۹۲۳ء کی صبح کو گیارہ بجے ملا۔ کھولتے ہی نظر پڑی کہ پیارا عبید اللہ شہید ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا کہوں۔ کس طرح کہوں کن لفظوں میں کہوں۔ دل کی کیا حالت ہوئی۔ میرے تصور نے اس نوجوان کو بستر مرگ پر لیٹے ہوئے دیکھا۔ کیسا خوبصورت اور نورانی چہرہ تھا۔ آہ اس کی کیا حالت ہوگی۔ جبکہ وہ اپنے تمام احباب سے دور سب سے زیادہ عزیز آقا سیدنا محمود سے دور ارض محبوب سے دور۔ والدین سے دور۔ غربت میں۔ سمندروں اور پہاڑوں کے پیچھے دم توڑ رہا تھا۔ ایکے دل کی کیا حالت ہوگی۔ جبکہ وہ اپنے ننھے بچوں کو یتیم۔ اور اپنی بیوی کو بیوہ غربت میں تڑپتے ہوئے چھوڑ کر نہایت سکون کی زندگی بسر کرنے کے لئے ملائکہ کی صفوں کو چیرتا ہوا رب السموات والارض کے سامنے جا رہا ہوگا۔

عبید اللہ! عزیز دوست عبید اللہ! مجھ کو تیرے ساتھ بعض خاص تعلقات تھے۔ تو میرا دوست تھا۔ رفیق تھا۔ غمگسار تھا۔ اور جب میں اور تو ایک ہی کلاس میں مدرسہ احمدیہ میں پڑھا کرتے تھے۔ اسوقت تو مجھ کو نہایت ہی اخلاص سے دیکھا کرتا تھا۔ سکول میں ایک عرصہ ہمنے اکٹھے گزارا۔ لیکن تو مجھ سے ترقی پاکر آگے کی صفوں میں چلا گیا۔ اور میں پیچھے رہ گیا۔ تو ماریشس میں گیا اور میں مصر میں آیا۔ میرے مصر آنے پر تو نے جس قدر خوشی کی اسکا احساس مجھ کو کبھی نہیں بھولے گا۔ آہ۔ تو نے یہاں بھی میرا ساتھ نہ دیا۔ اور تو نے پسند نہ کیا کہ ہم اکٹھے اس صف میں کھڑے رہیں۔ تو نے فوراً ایک قدم میں وہ سارے امتحان پاس کرلئے جو کہ سلوک کی منازل طے کرنے والے برسوں میں کیا کرتے ہیں۔

پیارے! سب سے زیادہ تیرے دوستوں سے میرا حق ہے کہ میں تیرے لئے کچھ لکھوں۔ تیرے شمائل تیری خو بیاں جیسے میں جانتا ہوں شاید دوسرے کم جانتے ہونگے۔

میں اس امر کو مانتا ہوں کہ تیری محبت آمیز نگاہ تیرا دلفریب تبسم کسی کو بھی یہ کہنے کا موقع نہیں دیتا تھا کہ تجھ کو کس سے زیادہ محبت اور کس سے کم ہے۔

بہت سے ہونگے اور ہیں جن کو تیرے ساتھ مجھ سے زیادہ محبت اور زیادہ تعلق ہوگا۔ لیکن انہوں نے تیری زندگی کے صفحات کو پڑھا نہیں اور میں نے پڑھا ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تجھ کو مجھ سے محبت تھی۔ اور سخت محبت تھی۔ اور مجھ کو بھی ایسی ہی۔ اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ تو اپنے جسم کے ذرے ذرے میں تبلیغ کا جوش پاتا تھا۔ اور تو بچپن سے ایک بہترین خطیب تھا۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ مدرسہ احمدیہ میں اسوقت تیرے بعد مجھ کو یہ فخر حاصل تھا کہ میں خطابت کرسکوں۔ اس لئے تو خطبہ کو جانتا تھا اور سمجھتا تھا۔ اس لئے تجھ کو مجھ سے محبت تھی۔ اور تو اکثر مجھ کو کہا کرتا تھا کہ تو کسی وقت بہترین خطیب ہوگا۔

بے شک تو نے مجھکو جانا اور بنے تجھکو تیرے

سب دوستوں میں سب سے پہلا میرا فرض ہے کہ میں تیری زندگی کے واقعات کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھوں۔ جیسے تو سکول میں مجھکو پیچھے چھوڑ کر آگے چلا گیا تھا۔ اسیطرح سے تو نے تبلیغ کے لئے بھی سب سے پہلے قدم مارا اور مجھ کو قادیان میں چھوڑ کر پہلے رخصت ہوگیا۔ اسپر بھی تو نے بس نہ کی اور جب میں نے تیری اقتداء میں سمندر اور خشکی کو طے کیا تو آہ تو نے اسپر بھی مجھ کو اپنے ساتھ نہ ملنے دیا۔ بلکہ تو وہاں پہنچ گیا جس جگہ اب میں یا کوئی اور شخص محض خدا کے فضل ہی سے پہونچ سکتے ہیں۔

میں کیا کہوں۔ اور کیسے کہوں۔ میری کیا حالت ہے۔ میں نے پہلی دفعہ امیر المجاہدین سیال کے حالات بڑی مسجد میں سنے تو میں حیران ہوگیا کہ ایسی عزت کی مثال کہاں سے ملے گی۔

پھر میں نے سالار المجاہدین ڈکٹور صادق کے حالات سنے میں نے یقین کرلیا کہ اب اس کی مثال کیا ملیگی میں نے حضرت نبیؐ کے جنگلاتی سفر۔ وحشی اقوام کی تبلیغ کو معلوم کیا۔ اور حیران ہوگیا۔ پھر میں نے محمد امین خان کے روسی مظالم کے شکار ہونے کی داستان سنی اور رو پڑا۔

لیکن سچ تو یہ ہے۔ کہ جو تو نے کیا۔ وہ کوئی بھی نہ کرسکا۔ صادق۔ نیر۔ سیال۔ امین سب کامیاب ہوئے اور کامیاب آئے۔ سب کے لئے اہلاً وسہلاً و مرحبا۔ لیکن تو کامیابی کے لئے گیا۔ اور کامیاب ہوا۔ اور اس زمین کو ہمیشہ کے لئے تو نے دارالقرار قرار دیا۔ جس کو آقا نے تیرے چنا تھا۔

تو نے سب کے دل میں وہ مثال چھوڑ دی۔ جو کہ خالد ابن ولیدؓ نے مرنے سے پیشتر کہی کہ آہ میرے جسم کا بالشت بالشت زخموں سے نشان زدہ میں نے ساری عمر جنگوں میں گزار دی لیکن آج میں بستر مرگ پر مر رہا ہوں۔

مرنے کو ہم سب مرجائیں گے۔ لیکن تو نے وہ موت اختیار کی جس کے لئے خالد جیسا انسان تڑپتا ہوا اپنے مولا سے جا ملا۔ تو اگر چاہتا تو مدرسہ احمدیہ سے نکلنے کے بعد ایسی روش اختیار کرلیتا۔ جیسی کہ میرے بعض دوستوں نے کی۔ اور اس زندگی کا مقصد مدرسی قرار دے لیتا۔ تو کرسکتا تھا۔ تو ہونہار تھا۔ تو پڑھانے کی طاقت رکھتا تھا۔ تیرے اخلاق اچھے تھے۔ لیکن ایسی حالت تو غلام رسول کا بیٹا ہوکر فوت ہوتا۔ اور تیری یاد چند دن کے بعد قلوب سے نکل جاتی اور لوگ تجھ کو بھول جاتے۔ مگر تو نے زندگی کی راہ پر قدم مارا۔ اور تو ایسے وقت میں شہید ہوا جبکہ تو غلام رسول کی نسبت رسول کا زیادہ پیارا فرزند تھا۔ تیری موت ہوئی مگر شہادت کی موت۔ تیرا نام صفحہ تاریخ میں سب سے اوپر چمکدار لفظوں میں لکھا نظر آئیگا۔ اور دنیا کبھی نہیں بھولے گی۔ بلکہ کہے گی۔

احمدیت کا درخشندہ گوہر

اسلام کا عظیم الشان پہلوان

عبید اللہ۔ شہید۔ ماریشس

میرا دل حزن سے بھرا ہوا نہیں بلکہ ساری دنیائے احمدیت کا دل تیری وفات سے غمگین ہے۔ تو نے وہ پاکیزہ نمونہ ہمارے سامنے لاکر رکھا ہے کہ جس کی مثال موجودہ دنیا میں ملنی مشکل ہے۔

میرا دل اسلام کے لئے ہر وقت بیقرار رہتا تھا۔ اور تو ان آرزوں کی آماجگاہ تھا۔ مجھ کو نظر آرہا ہے کہ ملائکہ کا لشکر تیرے لینے کے لئے آسمان سے اترا ہوگا۔ اور مجھ کو یقین ہوگیا۔ کہ ماریشس کی زمین ہمارے لئے مقدر ہوچکی ہے۔ اور ہم وہاں اپنے جھنڈے کے بہت جلد لہراتے ہوئے دیکھیں گے۔ اسلئے کہ اس سرزمین نے اپنے دو فرزند الیاس مرحوم و پیر بخش مرحوم کو مقبرہ بہشتی کی مقدس زمین میں سلایا اور ان کے بدلے میں عبید اللہ مرحوم

کو اپنے قدموں میں سُلایا۔ بے شک یہ لانیفک تعلق ضرور ابدی زندگی کے لئے مایشس کو ہمارے حوالہ کردیگا۔

آپ کے والد حافظ صاحب کو میں کیا کہوں اور کیا نہ کہوں۔ وہ میرے ویسے ہی بزرگ ہیں۔ جیسے کہ میرے بھائی شہید کے۔ میں انکو صرف اسقدر کہونگا۔ حافظ صاحب آپ کی مثال اس شیرنی کی مثال ہے جس سے کسی ہرنی نے کہا تھا کہ تیرا ایک ہی بچہ ہوتا اور میرے بہت۔ اس نے اس ہرنی کو جواب میں کہا بے شک لیکن میرا ایک ہی بچہ شیر ہوتا ہے۔ اور تیرے ہرن۔ حافظ عبید اللہ آپ کا لخت جگر تھا۔ آپ کو فخر ہے۔ اور یہ فخر قیامت تک رہیگا۔ کہ وہ آپ کا لخت جگر تھا۔ بے شک موت تو ہوتی ہے۔ اور لوگ مرا کرتے ہیں۔ مگر زندگی کی موت۔ شہادت کی موت۔ انبیاء اور اس کے خلفاء کی موت۔ احمدیہ جماعت کے مبلغوں سے صرف اور محض آپ ہی کے لخت جگر کے حصہ میں آئی۔ وہ حقیقی زندگی پاگیا۔ اور ایسے وقت میں فوت ہوا۔ جبکہ وہ ساری احمدیہ جماعت کا نمایندہ اور خلیفہ موعود کا نائب ہو کر کام کر رہا تھا۔ تاریخ آپ کے ذکروں کو نہیں بھولے گی۔ نوجوان جماعت کے اس قربانی کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ اور ہم بھی۔ جلد یا بدیر اس محبوب سے ملاقات کریں گے۔ اس لئے آپ مبارک ہیں۔ کہ خدا نے آپ کو ایسا فرزند دیا جو قوموں اور امتوں کے لئے اسوہ ہوگا۔ اے خدا اپنے فضل کی بارشیں اس درخشندہ ستارے کی تربت پہ نازل فرما۔ اے رب السموٰت والارض ہمکو توفیق دے کہ ہم ایسی ہی پاکیزہ موت سے اس جہان سے رخصت ہوں۔ جبکہ ہمارے سامنے کسی قسم کے حساب وکتاب کا جھگڑا نہ ہو۔ ہماری موت عبید اللہ کی موت کی طرح شہیدوں کی موت ہو اور ہم موت سے پہلے شہادت کی حقیقت کو جان لیں۔

اے میرے خدا اس کے پس ماندگان کو جن سے تو نے یہ پیارا وجود لے لیا۔ اپنی مہربانی سے ایک تسلی بخش قلب عطا فرما۔ جس کے بعد کسی قسم کا غم انکے دلوں میں باقی نہ رہے۔

اخیر میں میں مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل علماء کو اپیل کرتا ہوں کہ وہ شہید مرحوم کی قربانی کو زندہ رکھنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اور فوراً حضرت اقدس کے حضور مایشس جانے کے لئے پیشکر دیں۔ اور سال نو کے پہلے مہینے ہی تم میں سے کوئی شخص روانہ ہو جانا چاہیئے۔ میں اگر مصر میں نہ ہوتا اور قادیان موجود ہوتا تو خدا کے فضل سے میں سب سے پہلے مولوی عبید اللہ مرحوم کا مقام لینے کے لئے اس جگہ پہنچ جاتا۔

اب میں احباب سے جو زندہ قوم کے فرزند ہیں۔ پھر کہتا ہوں کہ [illegible]

کسی کا نام نہیں لیتا۔ مگر ہم میں سے سب جانتے ہیں۔ کہ مدرسہ احمدیہ نے بہت سے نوجوان پیدا کئے ہیں۔ جنکے پاکیزہ اور دین کی تڑپ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ یہ وقت ہے کہ اسپر مدرسہ احمدیہ سب سے پہلے لبیک کہے۔ تا یہ مقدس مقام کوئی اور حاصل کر لیگا۔ اور تم پیچھے رہ جاؤ گے۔

اگلی ڈاک سے میں اخویم مکرم حافظ عبید اللہ شہید کی زندگی کے بعض حالات جن کو میں جانتا ہوں۔ الحکم کے ناظرین کے لئے روانہ کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ احباب منتظر رہیں۔

(محمود احمد از مصر)

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیرۃ کا کام ایک عرصہ ہوا میں نے شروع کیا تھا۔ لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے میں اسے جاری نہ رکھ سکا۔ اور پھر مجھے وزیرستان اور وہاں سے واپس آنے پر حیدر آباد کا سفر درپیش آگیا۔ اور پانچ سال سے میں سیرۃ کے متعلق ایک لفظ بھی نہ لکھ سکا۔ حیدر آباد میں رہ کر مجھے خیال آیا تھا۔ کہ میں اس کام کو جاری رکھوں۔ مگر چونکہ اس کے متعلق سامان اور مواد یہاں تھا۔ اسلئے مجھے موقع نہ مل سکا۔ واپس آنے پر میں نے ارادہ کیا کہ اس کام کو جاری کروں۔ لیکن پھر فتنہ ارتداد کے سلسلہ میں خدا تعالےٰ نے سلسلہ کے بعض کاموں کے لئے مجھے موقع دیا۔ اور یہ کام پھر جہاں تھا وہیں رہ گیا۔

سالانہ جلسہ سے کچھ عرصہ پیشتر میں نے چاہا کہ سیرۃ کے حصہ شمائل واخلاق کا ایک حصہ جلسہ پر شائع کر سکوں۔ لیکن پھر کونسلوں کے انتخاب کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے از راہ غریب نوازی مجھے خدمت کا موقعہ دیا۔ اور میں دسمبر کے پہلے ہفتہ بمشکل فارغ ہو سکا۔ اسوقت میرے لئے ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا کہ میں اس حصہ کو شائع کر دیتا۔ اس عرصہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سیرۃ المہدی کا اعلان ہوا۔ میرے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کا موجب کیا ہو سکتا تھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب جن کو حضرت ام المومنین علیہا السلام سے حالات اور واقعات کے حاصل کرنے کا بہترین موقعہ حاصل ہے۔ اب قلم اٹھا رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے واقعات

جنکا علم اہلبیت ہی کو ہو سکتا ہے۔ پیش کر رہے ہیں۔ میں نے اگرچہ وقت کی تنگی کی بھی اجازت نہ دیتا تھی مگر اس کتاب کی اشاعت کو اہم سمجھ کر بھی میں نے انتظار کرنا مناسب سمجھا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی کتاب شائع ہو گئی ہے۔ اور میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ جس انداز اور اسلوب پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس کتاب کو لکھا ہے۔ وہ انہیں کا حق تھا۔ اور بہت ہی دلچسپ اور پیارا اسلوب ہے۔

اب میں نے مناسب سمجھا ہے کہ جو سیرۃ میں لکھ رہا ہوں۔ اور کا جسقدر حصہ ہو سکے شائع کر دوں:۔

گر نباشد بدست راہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

پس میں نے ارادہ کیا ہے۔ اور اسمیں کامیاب ہونا اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

شمائل واخلاق

کا حصہ شائع کر دوں۔ چنانچہ میں اس اعلان کے ساتھ کتاب کا مسودہ کاتب کے حوالہ کر رہا ہوں۔ جیسے جیسے یہ حصہ طیار ہوتا جائیگا۔ شائع ہوتا رہیگا۔ کم از کم ایک حصہ ۸ جزو کا ہوگا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ کتنے کتنے وقفہ سے شائع ہوگا۔ جب ایک حصہ چھپ جائیگا اسکا اعلان کر دونگا۔ اور نہ اسوقت میں قیمت کی بابت کچھ کہہ سکتا ہوں۔

ہاں میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر احباب چاہتے ہیں کہ یہ کام برابر جاری رہے تو اُن کا فرض ہے۔ کہ وہ اسکی توسیع اشاعت کا خیال رکھیں۔ یہ کتاب سلسلہ کی تبلیغ کے لئے ایک بہترین ذریعہ انشاء اللہ ہوگی۔ احباب اس اعلان کے بعد خریداری کی درخواستیں

دفتر الحکم میں بھیجدیں۔

جو صاحب پہلے سیرۃ کے خریدار ہیں ان کی خدمت میں بصیغہ وی پی بھیجدی جائے گی۔

وباللہ التوفیق۔

ایڈیٹر الحکم
قادیان